یااللہ عزوجل

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فیض عالم

اہلسنت کا علمی، ادبی ترجمان

بہاولپور، پنجاب۔ پاکستان



زیر سرپرستی

مفسر اعظم پاکستان فیض ملت علامہ الحاج

محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ

مدیر اعلیٰ

صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی

مدیر

صاحبزادہ محمد عطا الرسول اویسی

مقام اشاعت دارالعلوم جامعہ اُویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور پاکستان

آپ کی خصوصی توجہ اور آپ سہولت کے لئے

☆ ماہنامہ فیض عالم میں حضرت فیض ملت حضور مفسر اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ کے ہزاروں غیر مطبوعہ علمی، تحقیقی مذہبی مسودہ جات قسط وار شائع ہورہے ہیں آپ رسالہ کا مکمل مطالعہ ضرور فرمائیں۔

☆ علمی یا طباعتی اغلاط سے ادارہ کو ضرور آگاہ کریں۔

☆ سال کے بارہ شمارے مکمل ہونے پر جلد بندی ضرور کرالیں اس طرح آپ کے پاس علمی مواد محفوظ ہو کر آپ کی لائبریری کی زینت رہے گا اور ردی ہونے سے بچ جائیگا۔

☆ ہر ماہ ۱۵ تاریخ تک رسالہ نہ ملنے کی صورت میں دوبارہ طلب کریں (لیکن ڈاک چوروں اور ڈاک خوروں کے محاسبہ کے بعد)

☆ آپ کو جب چندہ ختم ہونے کی اطلاع ملے تو پہلی فرصت میں چندہ ارسال کریں وی پی طلب کرنے کی صورت میں آپکو اضافی رقم ادا کرنا پڑے گی اس لیے چندہ بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ ایم سی بی عیدگاہ برانچ بہاولپور کھاتہ نمبر 6-464 رسال کریں۔

☆ جس پتہ پر آپ کے نام رسالہ آرہا ہے اگر اس میں کوئی تبدیلی مقصود ہو تو جلد آگاہ فرمائیں۔

☆ دینی، دنیاوی، اصلاحی، عقائد، شرعی، روحانی، سائنسی و دیگر اہم معلومات کے لئے حضور مفسرِ اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہ کے رسائل کا مطالعہ فرمائیں اور اپنے حلقہ احباب کو بھی دعوت دیں خصوصاً اپنے بچوں کو مطالعہ کا عادی بنائیں مزید معلومات کے لیے ہماری ویب سائٹ بھی آپ اپنی اسکرین پر ملاحظہ کریں

(www.faizahmedowaisi.com)

☆ خط لکھتے وقت بامقصد بات لکھیں طوالت سے ہر صورت اجتناب کریں ورنہ جواب دینے میں خاصی دشواری ہوتی ہے جوابی امور کے لیے لفافہ ارسال کرنا نہ بھولیں شرعی، فقہی، سوالات براہ راست دارالافتاء جامعہ اویسیہ کے نام بھیجا کریں۔ (مدیر)

قارئین کرام! کو نیا اسلامی سال ۱۴۳۶ ہجری مبارک ہو

خُداوالے ہی جانیں ذاتِ محبوبِ خُدا کیا ہے

زمانہ کیا سمجھ پائے کہ شانِ مصطفیٰ کیا ہے
کسی صورت رسائی ہو درِ فخرِ دو عالم تک
یہی ہے اور اس بیتابیِ دل کی دوا کیا ہے
یہی منشا یہی تفسیر ہے آیاتِ قرآں کی
خُدا کی کیا مشیت ہے نبی کا مدعا کیا ہے
جمالِ مصطفائی میں جلالِ مصطفائی میں
حقیقت ہی حقیقت ہے حقیقت کے سوا کیا ہے
فلک کو اس بلندی پر بھی یہ عظمت نہیں حاصل
جبینِ خاک سے پوچھو مقامِ نقشِ پا کیا ہے
بُرے ہیں یا بھلے اعمال نازاں ہو شفاعت پر
میسر انکی رحمت ہو تو پھر کھوٹا کھرا کیا ہے
مقدر کا دھنی ٹھہرا دو عالم میں غنی ٹھہرا
وہ جس کو پوچھ لیں اک بار اسکا پوچھنا کیا ہے
خُدا شاہد ہے وہ دُنیا میں ہر نعمت سے بے بہرہ
نہیں معلوم جس کو نسبتِ خیر الوریٰ کیا ہے
یہ محشر پرسش و اعمال دار و گیر کا عالم
نصیؔر اب انکے قدموں سے لپٹ جا دیکھتا کیا ہے (ﷺ)

(حضرت سید نصیر الدین نصیؔر رحمۃ اللہ علیہ)

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

مولانا محمد علی جوہر کے جس شعر کا مصرع ہے وہ شعر کسی بھی تعارف کا محتاج نہیں۔ یہ شعر ان خوش قسمت اشعار میں سے ہے جو نہ صرف خود زندہ و جاوید ہو جاتے ہیں بلکہ اپنے نظم کرنے والے کو بھی زندہ رکھتے ہیں۔ وگرنہ مولانا محمد علی جوہر کی سیاسی حیثیت جو بھی ہے بطور شاعر کم ہی لوگ ان کو جانتے ہیں حالانکہ مولانا با قاعدہ شاعر تھے جوہر تخلص کرتے تھے اور کلام بھی چھپ چکا ہے شاید فیروز سنز لاہور نے شائع کیا ہے۔ ان کا کلام تو میری نظر سے نہیں گزرا لیکن جس غزل کا یہ شعر ہے وہ غزل نقوش غزل نمبر لاہور 1985ء میں موجود ہے۔

دورِ حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد
ہے ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد

جینا وہ کیا کہ دل میں نہ ہو تیری آرزو
باقی ہے موت ہی دلِ بے مدعا کے بعد

تجھ سے مقابلے کی کسے تاب ہے ولے
میرا لہو بھی خوب ہے تیری حنا کے بعد

لذت ہنوز مائدۂ عشق میں نہیں
آتا ہے لطفِ جرمِ تمنا سزا کے بعد

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

پہلا اسلامی مہینہ محرم الحرام شریف

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ کی کتاب ''بارہ ماہ خیر'' سے اکتساب

اسلامی مہینوں میں سب سے پہلا مہینہ محرم الحرام شریف ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر ائمہ اسلام نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی ہے کہ اپنے امور میں اسلامی تاریخ اور سن کو مروج کریں لیکن افسوس کہ مسلمان اپنی تاریخ بھول بیٹھا۔ اس کی تفصیل پڑھیے فقیر کا رسالہ ''مسلمانوں سنِ ہجری اپناؤ''

فضائل ☜ یہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے اس میں جنگ کرنا حرام ہے سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں کہ ماہ محرم الحرام بہت ہی بابرکت مہینہ ہے اور شب عاشورہ نیز عاشورہ کی عبادت کے بے حد فضائل ہیں۔ حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ محرم کا چاند دیکھ کر چار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اپنے اوپر دم کرنا بہت افضل ہے۔

نوافل ☜ اول شب بعد نماز عشاء آٹھ رکعت نماز چار سلام سے پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص دس دس دفعہ پڑھو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس نماز کی برکت سے روزِ حشر اللہ پاک اس نماز پڑھنے والے اور اس کے گھر والوں کی شفاعت فرمائے گا۔

☆ شب اول چھ رکعت نماز تین سلام سے بعد نمازِ عشاء پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص سات سات بار پڑھنی ہے۔ پروردگارِ عالم کی طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ اس نماز پڑھنے والے کو بے شمار نمازوں کا ثواب عطاء ہوگا۔

اول شب بعد نماز عشاء چھ رکعت نماز تین سلام سے پڑھے، ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک ایک بار سورۂ اخلاص پندرہ پندرہ مرتبہ پڑھنی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس نماز کے پڑھنے والے کو درگاہِ رب العزت سے ایک ہزار نمازوں کا ثواب عطا ہوگا۔

☆ اول شب بعد نماز عشاء ماہِ محرم چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھے اور سورۂ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں سورۂ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھنی ہے پھر بعد سلام کے یہ دعاء پڑھے۔

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ

اس نماز کے پڑھنے سے بے شمار عبادت کا ثواب درگاہ رب العزت سے عطا کیا جائے گا۔

☆ پہلی تاریخ بعد نمازِ فجر اور قبل از زوال کسی وقت دو رکعت نماز پڑھے، اوّل رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تیرہ بار، دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھے پھر بعد سلام کے یہ دُعائے مکرّم ایک بار پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَبَدِیُّ الْقَدِیْمُ وَھٰذِہٖ سَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ اَسْئَلُکَ فِیْھَا الْعِصْمَۃَ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَاَوْلِیَائِہٖ وَ الْعَوْنَ عَلٰی ھٰذِہِ النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْءِ وَالْاِ شْتِغَالَ بِمَایُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ یَا کَرِیْمُ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

اللہ پاک اس نماز اور دعا کے پڑھنے والے کے تمام گناہ معاف فرمائے گا اور انشاءاللہ تعالیٰ وہ دُنیا سے باایمان اٹھے گا۔

☆ یکم تاریخ بعد نمازِ ظہر دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین تین مرتبہ پڑھنی ہے پھر بعد سلام کے ہاتھ اٹھا کر تین دفعہ یہ دعائے معظم پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْاَبَدُالْقَدِیْمُ وَھٰذِہٖ سَنَۃٌ جَدِیْدَۃٌ اَسْئَلُکَ فِیْھَا الْعِصْمَۃَ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ وَ اَسْئَلُکَ الْعَوْنَ عَلٰی ھٰذِہِ النَّفْسِ الْاَمَّارَۃِ بِالسُّوْءِ وَ الْاِشْتِغَالِ بِمَایُقَرِّبُنِیْ اِلَیْکَ یَابَرُّ یَا رَءُوْفُ یَا رَحِیْمُ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

اللہ تعالیٰ اس نماز اور دعاء پڑھنے والے کو تمام سال شیطان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

وظائف ﴿ محرم کی پہلی شب سے عاشورہ تک روزانہ بعد نماز عشاء ایک سو مرتبہ کلمہ توحید پڑھنا بخشش گناہ کے لئے بہت افضل ہے۔

﴿نوافل محرم الحرام﴾

پہلی شب محرم الحرام سے شب عاشورہ تک بعد نماز عشاء اوّل آخر معہ درود شریف ایک سو دفعہ یہ دعا بھی پڑھنی افضل ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا رَدَّ لِمَا قَضَیْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَاالْجَدِ مِنْکَ الْجَدُّ

نفل نماز شب عاشورہ ﴿ عاشورہ کی شب بعد نماز عشاء چار رکعت نماز دو سلام سے پڑھے ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے آیۃ الکرسی تین تین دفعہ سورۂ اخلاص دس دس دفعہ پڑھے۔

بعد سلام کے سورۂ اخلاص ایک سو مرتبہ پڑھ کر اپنے گناہوں کی توبہ کرے اور اللہ پاک سے بخشش طلب کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ خداوند کریم اپنی رحمتِ کاملہ سے اس نماز کے پڑھنے والوں کے تمام گناہ معاف فرمادے گا۔

☆ شب عاشورہ بعد نماز عشاء آٹھ رکعت نماز چار سلام سے پڑھے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص پچیس پچیس

مرتبہ پڑھنی ہے۔ پھر بعد سلام کے درود پاک ستر مرتبہ، استغفار ستر دفعہ پڑھ کر دعائے مغفرت کرے۔ اللہ رب العزت اس نماز کے پڑھنے والوں کی قبر کو روشن کر کے عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا اور بروز حشر اسے مغفرت عطاء ہوگی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

﴿خصوصیات یومِ عاشورہ﴾

یاد رہے عاشورہ کے معنی و مفہوم یہ ہے کہ جو شخص اس کی حرمت و عزت کرے گا وہ نور علیٰ نور ہوگا دراصل الفاظ پہلے "عاش نورا" تھے نون تخفیفاً حذف ہوگیا اور عاشورہ رہ گیا۔

(نزهة المجالس ومنتخب النفائس، باب فضل صيام عاشوراء وصيام الايام البيض والسود ايضاً، الصفحة٢٠٦، المكتب الثقافى القاهرة)

اور اسی دن کا روزہ امتوں میں مشہور تھا۔ یہاں تک کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس دن کا روزہ ماہ رمضان سے پہلے فرض تھا۔ پھر منسوخ کر دیا گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہجرت سے پہلے اس دن کا روزہ رکھا۔

جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے اس دن کی جستجو کی تاکید کی۔ تا آنکہ آپ نے آخر عمر شریف میں فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو آئندہ نویں اور دسویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔ مگر آپ نے اسی سال وصال فرمایا اور نویں کے سوا دسویں کا روزہ نہ رکھ سکے۔ مگر آپ نے اس دن یعنی نویں اور دسویں اور گیارہویں محرم کے دنوں میں روزہ رکھنے کو پسند فرمایا جیسا کہ فرمانِ نبوی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔ "اس دن سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد روزہ رکھو اور یہود کے طریقہ کی مخالفت کرو۔ کیونکہ وہ ایک دن کا ہی روزہ رکھتے تھے۔"

بیہقی نے شعب الایمان میں روایت نقل کی ہے کہ جس نے عاشورہ کے دن اپنے گھر والوں اور اہل و عیال پر وسعت کی۔ اللہ تعالیٰ اس کے سارے سال میں وسعت اور برکت عطا فرماتا ہے۔

(شعب الايمان للبيهقى، الباب الثالث والعشرون من شعب الايمان وهو باب فى الصيام، حديث ٣٥١٥، الجزء الخامس، الصفحة٣٣٣، مكتبة الرشد المملكة العربية السعودية)

☆ طبرانی کی ایک منکر روایت میں ہے اس دن میں ایک درہم کا صدقہ سات لاکھ درہم کے برابر ہے۔ اور وہ حدیث جس میں ہے کہ جس نے اس دن سرمہ لگایا وہ اس سال آنکھیں دکھنے سے محفوظ رہے گا۔ اور جس نے اس دن غسل کیا وہ بیمار نہیں ہوگا۔ موضوع ہے۔ حاکم نے اس کی تصریح کی ہے اس دن سرمہ لگانا بدعت ہے۔ ابن قیم نے کہا سرمہ لگانے، دانے بھوننے، تیل لگانے اور عاشورہ کے دن خوشبو لگانے کی حدیث جھوٹوں کی وضع کردہ ہے۔ واضح ہو کہ عاشورہ کے دن

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو کچھ بیتی وہ اس دن کی عظمت ، رفعت اللہ کے نزدیک اس کے درجہ اور اہلِ بیت اطہار کے مراتب سے اس دن کا تعلق اس دن کی رفعت وعظمت کی بیّن شہادت ہے۔ لہٰذا جو شخص اس دن آپ کے مصائب کا ذکر کرے اسے یہ مناسب نہیں کہ سوائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کے کچھ اور کہے کیونکہ اس میں حکم الٰہی کی متابعت اور فرمانِ الٰہی کی محافظت ہوگی جس میں ارشاد ہوتا ہے ''اُوْلٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُوْلٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ ؁ یہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں'' امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: خاص طور پر خیال کرو کہ کہیں بدعتوں میں مشغول نہ ہو جاؤ جیسا کہ وہ لوگ اور ان کے ہم مثل رونا، پیٹنا اور غم کا اظہار کرتے ہیں کیونکہ یہ کام مومنوں کے اخلاق سے دور ہیں۔ اگر یہ چیزیں اچھی ہوتیں تو ان کے نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یومِ وصال ان امور کا بطریق اولیٰ مستحق ہوتا۔ اور ہمیں اللہ عزوجل کافی ہے اور وہی بہتر مددگار ہے۔

مدرسہ اویسیہ منبع الفیوض حامد آباد کا سالانہ جلسہ

حضور فیض ملت نور اللہ مرقدہٗ کے آبائی گاؤں حامد آباد میں قائم کردہ قدیم ادارہ جامعہ اویسیہ منبع الفیوض حامد آباد (ضلع رحیم یار خان) کا چار روزہ سالانہ جلسہ جانشین حضور فیض ملت علامہ صاحبزادہ حاجی محمد عطاء الرسول اویسی کی نگرانی میں مورخہ ۲۴ تا ۲۷ اکتوبر جمعہ تا پیر ہوا جس میں مقتدر علماء کرام مشائخ عظام تشریف لائے سامعین کے لیے ہمہ وقت لنگر نبوی کا اہتمام اہل حامد آباد نے کیا۔ (ابو محمد عبداللہ محمد اعجاز اویسی، محمد شفاعت رسول اویسی)

اگر آپ نے ابھی تک نئے سال کا چندہ نہیں بھیجا تو جلد ارسال کریں

السلام علیکم ورحمۃ اللہ آپ کا رسالہ ماہنامہ ''فیض عالم'' اپنی اشاعت کے ۲۶ سال پورے کرنے کو ہے آپ کے نام ایک عرصہ سے رسالہ ہر ماہ باقاعدگی سے حاضر ہوتا ہے اس کمر توڑ مہنگائی نے جہاں غریب ومتوسط طبقہ کا جینا محال کر دیا ہے۔ وہاں آپ کے اس رسالہ کی اشاعت کو بھی شدید مشکلات کا سامنا ہے۔ دردمندانہ اپیل ہے کہ اپنے اس رسالہ کی اشاعت کو جاری رکھنے کے لیے اپنا چندہ وسابقہ بقایاجات پہلی فرصت میں ارسال فرمائیں۔ کیا رسالہ آپ تک پہنچتا ہے؟ جواب دینا آپ کے شان کے لائق ہے ضرور شفقت فرمائیں۔ والسلام محمد فیاض احمد اویسی مدیر ماہنامہ ''فیض عالم'' بہاولپور

امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے مثالی کارنامے

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ کی کتاب ''ذکر صحابہ'' سے لیا گیا

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی کنیت ''ابو حفص'' اور لقب ''فاروق اعظم'' ہے۔ آپ قریش مکہ کے سرداروں میں اپنی ذاتی وخاندانی جاہ وجلال کے لحاظ سے بہت ہی ممتاز ہیں۔ آٹھویں پشت میں آپ کا خاندانی شجرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور اعلان نبوت کے چھٹے سال ستائیس برس کی عمر میں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کرم سے وابستہ ہوئے، جبکہ ایک روایت میں آپ سے پہلے کل انتالیس آدمی اسلام قبول کر چکے تھے آپ کے اسلام لانے سے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور ان کو ایک بہت بڑا سہارا مل گیا یہاں تک کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ خانہ کعبہ کی مسجد میں اعلانیہ نماز ادا فرمائی۔

آپ تمام اسلامی جنگوں میں مجاہدانہ شان کے ساتھ کفار سے مصروف جہاد رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام اسلامی تحریکات اور صلح وجنگ وغیرہ کی تمام منصوبہ بندیوں میں حضور سلطان مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر ومشیر کی حیثیت سے وفادار ورفیق کار رہے۔

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعد آپ کو خلیفہ منتخب فرمایا اور دس برس چھ ماہ چار دن آپ نے تخت خلافت پر رونق افروز ہو کر خلافت کی تمام ذمہ داریوں کو احسن طریقے انجام دیا۔ ۲۶ ذوالحج ۲۳ھ چہار شنبہ کے دن نماز فجر میں لوٗلوٗ فیروز مجوسی کافر نے آپ کو شکم میں خنجر مارا اور آپ یہ زخم کھا کر تیسرے دن یکم محرم الحرام ۲۴ھ کو شرف شہادت سے سرفراز ہو گئے۔ بوقت شہادت آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی تھی۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور روضہ مبارکہ کے اندر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلوئے میں مدفون ہوئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال ، حرف العین ، فصل فی الصحابة)

نظام خلافت رضی اللہ عنہ اسلام میں خلافت کا سلسلہ گو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد سے شروع ہوا اور ان کے قلیل زمانہ خلافت میں بھی بڑے بڑے کام انجام پائے لیکن منتظم اور با قاعدہ حکومت کا آغاز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد سے ہوا، انہوں نے نہ صرف قیصر وکسریٰ کی وسیع سلطنتوں کو اسلام کے ممالک محروسہ میں شامل کیا بلکہ حکومت وسلطنت کا با قاعدہ نظام بھی قائم کیا اور اس کو اس قدر ترقی دی کہ حکومت کے جس قدر ضروری شعبے ہیں، سب ان کے عہد میں وجود پذیر ہو چکے

تھے؛لیکن قبل اس کے کہ ہم نظام حکومت کی تفصیل بیان کریں یہ بتانا ضروری ہے کہ اس حکومت کی ترکیب اور ساخت کیا تھی؟

حضرت عمرؓ کی خلافت جمہوری طرز حکومت سے مشابہ تھی، یعنی تمام ملکی وقومی مسائل مجلس شوریٰ میں پیش ہوکر طے پاتے تھے،اس مجلس میں مہاجرین وانصار کے منتخب اور اکابر اہل الرائے شریک ہوتے تھے اور بحث ومباحثہ کے بعد اتفاق آراء یا کثرت رائے سے تمام امور کا فیصلہ کرتے تھے،مجلس کے ممتاز اور مشہور ارکان یہ ہیں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ،حضرت عبداللہ بن عوف، حضرت معاذ بن جبل ،حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۔ (کنز العمال)

مجلس شوریٰ کے علاوہ ایک مجلس عام بھی تھی جس میں مہاجرین وانصار کے علاوہ تمام سرداران قبائل شریک ہوتے تھے، یہ مجلس نہایت اہم امور کے پیش آنے پر طلب کی جاتی تھی، ورنہ روزمرہ کے کاروبار میں مجلس شوریٰ کا فیصلہ کافی ہوتا تھا،ان دونوں مجلسوں کے سوا ایک تیسری مجلس بھی تھی جس کو ہم مجلس خاص کہتے ہیں،اس میں صرف مہاجرین صحابہ شریک ہوتے تھے۔(فتوح البلدان بلاذری)

مجلس شوریٰ کے انعقاد کا عام طریقہ یہ تھا کہ منادی "الصلاۃ جامعۃ " کا اعلان کرتا تھا لوگ مسجد میں جمع ہوجاتے تھے،اس کے بعد ہر ایک کی رائے دریافت کرتے تھے۔

(تاریخ الطبری، قصۃ الشوری،الجزء الرابع، الصفحۃ ۲۳۸ ،دار المعارف بمصر)

بیت المقدس اور اس کا سفر فسلطین کی مہم پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مامور ہوئے تھے،انہوں نے نابلس ،لد، عمواس ،بیت جبرین وغیرہ پر قبضہ کرکے سن ۱۶ ھ میں بیت المقدس کا محاصرہ کیا،اس اثناء میں حضرت ابوعبیدہؓ بھی اس مہم سے فارغ ہوکر ان سے مل گئے ، بیت المقدس کے عیسائیوں نے کچھ دنوں کی مدافعت کے بعد مصالحت پر آمادگی ظاہر کی اور اپنے اطمینان کے لئے یہ خواہش ظاہر کی کہ امیر المومنین خود یہاں آکر اپنے ہاتھ سے معاہدہ لکھیں، حضرت عمرؓ کو اس کی خبر دی گئی ،انہوں نے اکابر صحابہ سے مشورہ کرکے حضرت علیؓ کو نائب مقرر کیا اور رجب المرجب سن ۱۶ ھ میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔

(تاریخ الطبری،خبر الیرموک،الجزء الثالث، الصفحۃ ۶۱۷ ،دار المعارف بمصر)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ سفر نہایت سادگی سے ہوا، مقام جابیہ میں افسروں نے استقبال کیا اور دیر تک قیام کرکے بیت المقدس کا معاہدہ صلح ترتیب دیا، پھر وہاں سے روانہ ہوکر بیت المقدس میں داخل ہوئے ، پہلے مسجد میں تشریف لے

گئے پھر عیسائیوں کے گرجا کی سیر کی، نماز کا وقت ہوا تو عیسائیوں نے گرجا میں نماز پڑھنے کی اجازت دی لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خیال سے کہ آئندہ نسلیں اس کو حجت قرار دے کر مسیحی معبدوں میں دست اندازی نہ کریں، باہر نکل کر نماز پڑھی، (فتوح البلدان بلاذری) بیت المقدس سے واپسی کے وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام ملک کا دورہ کیا، سرحدوں کا معائنہ کر کے ملک کی حفاظت کا انتظام کیا اور بخیر و خوبی مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے۔

کاش آج حضرت عمرؓ ہوتے؟

آج تو بدقسمتی سے ہمارے حکمرانوں کا کروفر آسائش و زیبائش ایسی ہے کہ الامان والحفیظ ان کے لباس و خوراک کے روزمرہ کے اخراجات لاکھوں میں ہیں عوام کا خون چوسنا وہ اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ وقت کا سب سے بڑا فرض حکام کی نگرانی اور قوم کے اخلاق و عادات کی حفاظت ہے، حضرت عمرؓ اس فرض کو نہایت اہتمام کے ساتھ انجام دیتے تھے، وہ اپنے ہر عامل سے عہد لیتے تھے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا، باریک کپڑے نہ پہنے گا، چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا، دروازہ پر دربان نہ رکھے گا، اہل حاجت کے لئے دروازہ ہمیشہ کھلا رکھے گا، (طبری)

اسی کے ساتھ اس کے مال و اسباب کی فہرست تیار کرا کے محفوظ رکھتے تھے اور جب کسی عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی اضافہ کا علم ہوتا تھا تو جائزہ لے کر آدھا مال بیت المال میں داخل کر دیتے تھے

ایک دفعہ بہت سے عمال اس بلا میں مبتلا ہوئے، خالد بن صعق نے اشعار کے ذریعہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی، انہوں نے سب کی املاک کا جائزہ لے کر آدھا آدھا مال تقسیم کرے ایک حصہ عامل کو اور ایک حصہ بیت المال میں داخل کر لیا، موسم حج میں اعلان عام تھا کہ جس عامل سے کسی کو شکایت ہو وہ فوراً بارگاہ خلافت میں پیش کرے، (تاریخ طبری)

چنانچہ ذرا ذرا سی شکایتیں پیش ہوتی تھیں اور تحقیقات کے بعد اس کا تدارک کیا جاتا تھا۔

☆ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کوفہ میں ایک محل تعمیر کرایا جس میں ڈیوڑھی بھی تھی، حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ اہل حاجت کو رکاوٹ ہوگی حضرت محمد بن مسلمہؓ کو حکم دیا کہ جا کر ڈیوڑھی میں آگ لگا دیں؛ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ خاموشی سے دیکھتے رہے (کنز العمال)

☆ عیاض بن غنم عامل مصر کی نسبت شکایت پہنچی کہ وہ باریک کپڑے پہنتے ہیں اور ان کے دروازہ پر دربان مقرر ہے، حضرت عمر نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو تحقیقات پر مامور کیا، انہوں نے مصر پہنچ کر دیکھا تو واقعی دروازہ پر دربان تھا اور عیاض باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے، اس ہیئت اور لباس کے ساتھ لے کر مدینہ منورہ آئے، حضرت عمرؓ نے ان کا

باریک کپڑا اتروا دیا اور بالوں کا کرتہ پہنا کر جنگل میں بکری چرانے کا حکم دیا، عیاض کو انکار کی مجال نہ تھی، مگر بار بار کہتے تھے، اس سے مرجانا بہتر ہے، حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ یہ تو تمہارا آبائی پیشہ ہے، اس میں عار کیوں ہے؟ عیاض نے دل سے توبہ کی اور جب تک زندہ رہے اپنے فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ (کتاب الخراج)

مدینے سے میں کیا لایا ہوں

پوچھتے کیا ہو مدینے سے میں کیا لایا ہوں
اپنی آنکھوں میں مدینے کو بسا لایا ہوں
دل بھی میرا ہے وہیں جان بھی میری ہے وہیں
لاش کو اپنی میں کندھوں پہ اُٹھا لایا ہوں
سایۂ گنبدِ خضریٰ میں ادا کر کے نماز
سر کو میں عرش کا ہمسایہ بنا لایا ہوں
جس نے چومے ہیں قدم سرورِ عالم کے
خاکِ طیبہ کو میں پلکوں میں سجا لایا ہوں
جان و دل وہاں رکھ کر امانت کی طرح
پھر جانے کے اسباب بنا لایا ہوں

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت دھوم اب بھی ہے

مسلمانوں نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی تو اپنے آبائی وطن کو خیر باد کہنے کے بعد انصارِ مدینہ کی لازوال بھائی چارگی کے باوجود مہاجرین مکہ کو جن مشکلات کا سامنا تھا وہ ہر دور کے ہجرت کرنے والوں کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ کعبہ مشرفہ کے پڑوس میں رہنے والے یہ مہاجر ہر دم کعبہ مشرفہ کے کیے جانے والے دیدار سے محروم ہو گئے تھے لیکن مدینہ منورہ میں رسول مکرم سید آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر دم انکے ساتھ رہنا انکو کعبہ مشرفہ کی جدائی کے غم سے کسی حد تک آزاد کیے ہوئے تھا لیکن اس زم زم کا تو کوئی نعم البدل نہیں تھا جو وہ مکہ میں ہر دم "چاہ زم زم" سے ڈول بھر بھر کر نکال کر پیا کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں اس وقت پانی کے کنوؤں کی بہت قلت تھی زم زم تو دور کی بات عام پانی کا حصول بھی عبث تھا ایک یہودی کا کنواں جسکا نام "بیر رومہ" تھا اس کا ذائقہ شیریں اور اچھا مگر وہ یہودی اتنا ظالم تھا کہ اس نے اپنے کنویں کے پانی کے دام اتنے مہنگے رکھے تھے کہ اسے خریدنا غریب مسلمان مہاجروں کے لیے ممکن نہیں تھا مہاجرین مکہ نے جب اپنی اس پریشانی کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو آپ نے مخیّر مسلمانوں کو اس کنویں کو خرید کر مسلمانوں کو وقف کرنے کا حکم دیا اس یہودی کو جب اس کا علم ہوا تو اولاً تو اس نے اس کنویں کو فروخت نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور دوم اسکی اتنی قیمت رکھدی کہ یہ کسی کے بس کی بات نہیں رہی اس وقت اللہ کے پیارے محبوب رسول اور امت کے غمگسار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اس کنویں کو مسلمانوں کے لئے خرید کر وقف کر دیگا اسکو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جنت میں ایک نہر عطا فرمائے گا۔

اس موقعہ پر سخاوت کے جذبے سے لبریز حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے اس یہودی کو منہ مانگے دام دینے کی پیشکش کی یہودی جو مسلمانوں کی اس مجبوری کو جانتا تھا پہلے تو اس نے انکار کیا مگر منہ بولی رقم کی لالچ نے اسکو کنواں بیچنے پر مجبور کیا کہ اس نے آدھا کنواں فروخت کرنے کا فیصلہ کیا یعنی ایک روز اس کنویں کی ملکیت اور اسکے پانی کا تصرف سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ہوگا اور ایک دن خود اس یہودی کے پاس اس ڈیل کے تحت عیار یہودی یہ چاہتا تھا کہ اسکو بڑی رقم بھی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے حاصل ہو جائے اور اسکا اپنا نصف تسلط بھی اس کنویں پر قائم رہے۔

جب یہ معاہدہ ہو گیا تو جس دن کی باری سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ہوتی اس دن اہل مدینہ کو اس کنویں سے مفت پانی دیا جاتا گویا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے تجارت شروع کر دی تھی اور جس دن کنواں یہودی کی ملکیت میں ہوتا وہ اسکا پانی مہنگے داموں فروخت کرنے کی اپنی پرانی روایت کو برقرار رکھتا اس سے یہ ہوا کہ لوگوں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی باری

والے دن نہ صرف اس روز کا پانی بلکہ اگلے روز کا پانی بھی اسی دن ذخیرہ کرنا شروع کر دیا۔

اس سے یہ ہوا کہ یہودی کی باری والے دن کوئی اس سے پانی نہ خریدتا اب اسے احساس ہوا کہ اس نے تو بہت بے وقوفی کا سودا کر لیا ہے۔ وہ بھاگم بھاگ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے دگنی تگنی قیمت دیکر کنواں واپس لینے کی کوشش کی لیکن سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تو اللہ تعالی سے تجارت شروع کر کے ایک ایسے منافع کی بنیاد ڈال دی تھی جس میں دگنے تگنے کا کوئی حساب نہ تھا یہ تو ایک لامحدود منافع کی شرح تھی جس کا دینا کسی انسان کے بس کی بات نہیں تھی مجبوراً اس یہودی کو اس محاورے کی مصداق کہ "خود اپنے دم میں صیاد آ گیا" پورا کنواں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کو فروخت کرنا پڑا اس نے اسکے غالباً پچیس ہزار درہم وصول کیے اور یوں یہ کنواں اہل مدینہ کے لیے مکمل طور پر مفت وقف ہو گیا۔

اس کنویں کی فیوض و برکات یہیں ختم نہیں ہوئیں بلکہ ہوا یہ کہ اس کے مفت پانی کی برکتوں سے اس کے اطراف کھجور کے درخت فی سبیل اللہ لگا دیئے گئے جن سے کھجوریں اترنے لگیں جو یتیموں اور مساکین کو تقسیم کی جانے لگیں ان کھجوروں کی اتنی کثرت ہوئی کہ یہ نادار لوگوں میں تقسیم کرنے کے بعد بچ جاتیں جن کو فروخت کیا جانے لگا اور ہر دور میں اسکی رقم حکومت کے بیت المال میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے نام سے الگ محفوظ کر دی جاتی۔

زمانہ گزرتا گیا جب سعودی دور حکومت میں بینک متعارف کرائے گئے تو ایک بینک میں "سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ" کے نام سے ایک بینک اکاونٹ کھول دیا گیا جو آج بھی "سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ" کے نام سے بینک میں موجود ہے اور کھجوروں کے اس باغ سے جو سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے کنویں (سابقہ بیر رومہ) سے ملحق ہے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے اسکا نصف اس اکاؤنٹ میں پابندی سے جمع کیا جاتا ہے جبکہ نصف یتیموں اور مساکین پر خرچ کر دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالی سے تجارت کرنے کا فیض دیکھیں اب سالوں سے بینک میں جمع شدہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی رقم اتنی کثیر ہو گی ہے کہ اب مسجد نبوی کے قریب (مرکزیہ میں) ایک ایسا قطعہ پر جو نہات مہنگا ہے اور کسی انفرادی شخص کے لیے اسکا خریدنا محال ہے وہاں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے نام سے ایک (5 سٹار) پانچ ستاروں والا ہوٹل تعمیر کیا جا رہا ہے جو آخری مراحل میں ہے مرکزیہ کے علاقہ میں آپ اس ہوٹل کو دیکھ سکتے ہیں۔

اس ہوٹل سے ہونے والی آمدنی ماضی کے اصولوں کے تحت نصف یتیموں ناداروں بیواؤں اور مساکین میں تقسیم کی جائے گی اور نصف دوبارہ بینک میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے اکاونٹ میں جمع کرا دی جائے گی اور یوں اللہ تعالیٰ سے جو تجارت آج سے صدیوں پہلے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے شروع کی تھی اسکی لامحدود برکات کا سلسلہ لا امتناہی

جاری وساری رہے گا۔

میں تو صرف یہ سوچتا ہوں کہ مدینہ میں ایک یہودی سے خریدے گئے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے اس کنویں کی جب دنیاوی فیوض اور برکت کا یہ عالم ہے تو اللہ تعالی کے وعدے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول حق کے مطابق جنت میں جو نہر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے حصے میں آئی ہوگی اسکی برکتوں اور رحمتوں کا کیا شمار ہوگا ۔ مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ریاضی دانوں کا یہ کلیہ کہ ہر رقم گنی جاسکتی ہے مگر وہاں ناکام ونامراد ہو جائے گا کیونکہ وہاں گنتی کبھی ختم نہیں ہوگی۔

باغ عثمان ؓ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے کنویں کے اطراف میں جو کھجوروں کا باغ لگا ہے اسکی سعودی وزارت زراعت دیکھ بھال کرتی ہے اور اسمیں ڈیڑھ ہزار سے زائد درخت موجود ہیں اور اس باغ اور کنویں کی ملکیت آج بھی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے نام ہے اور بجلی اور دیگر ٹیکسوں کے جو بل آتے ہیں ان پر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کا اسم مبارک ہی درج ہوتا ہے۔

ایک حقیقت

لوگ کہتے ہیں کہ کسی کے چلے جانے سے زندگی رک نہیں جاتی............لیکن .... یہ کوئی نہیں جانتا کہ لاکھوں کے مل جانے سے بھی اس ایک کی کمی پوری نہیں ہوتی۔

تعمیر کا بہانہ بنا کر مکہ مکرمہ کی تاریخ کو تباہ کیا جا رہا ہے

نوٹ ﷺ تھامس لپ مین نے لوب لاگ فارن پالیسی ڈاٹ کوم پر یہ مضمون لکھا ہے۔جس میں سعودیہ عرب میں مکہ ومدینہ کے تاریخی آثار کی تباہی اور مکہ کو الٹرا ماڈرن شہر میں بدلنے کے خلاف اٹھنے والی آوازوں میں سے ایک آواز سمیع انجوی کا ذکر کیا گیا ہے اور اسی تناظر میں برطانوی نژاد ضیاء الدین سردار اور بشارت پیر کے تجزیوں کا بھی ذکر ہے۔ہم نے ضیاء الدین سردار اور بشارت پیر والے حصہ کو حذف کردیا ہے کیونکہ ان کے آرٹیکل کی تلخیص اور ترجمہ بھی اس حوالے سے تعمیر پاکستان ویب سائٹ پر شائع کی جارہی ہیں جبکہ باقی ماندہ مضمون کا ترجمہ وتلخیص قارئین کی کے لیے پیش ہے اصل مضمون پڑھنے کے لیے مندرجہ ذیل لنک پر وزٹ کیا جاسکتا ہے۔"تعمیر پاکستان ویب سائٹ"

آل سعود کے ہاتھوں اسلام کی تاریخ، سیرت محمدی کے مادی آثار اور بزرگان اسلام سے وابستہ جملہ تاریخ کو تباہ و برباد ہونے کی مرتکب ہورہی ہے اور پاکستان میں یہ سعودی زر اور سعودی وہابی آئیڈیالوجی کا اردو پریس پر غلبہ اور اثر ہے کہ کوئی ایک اخبار یا میڈیا چینل اس گھلواڑ اور فن تعمیر کے نام پر ہونے والی بربریت کے خلاف کوئی ایک خبر شائع کرنے کی جرات اور ہمت نہیں کررہا ہے اور دیوبندی مدارس کی ترجمان تنظیم وفاق المدارس، دیوبندی سیاسی تنظیمیں اور ان کے رہنما سعودی عرب میں اسلامی آثار کو مٹائے جانے کے اس عمل پر خاموش ہیں جس طرح سے ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند نے خاموشی اختیار کی ہوئی ہے۔اس سے صاف پتہ چلتا ہے دیوبندی مکتبہ فکر کی جانب سے خود کو سنی ظاہر کرنا اور تصوف سے اپنی وابستگی کے دعوے میں کہاں تک صداقت ہے جنوبی ایشیا میں اصل میں دیوبندی ازم وہابی ازم کی حاشیہ برداری کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

http://www.lobelog.commcca-money-and-monotheism/

جو لوگ جدہ جاتے ہیں جو کہ بحیرہ احمر کی بندرگاہ اور مسلمانوں کے لیے مکہ میں داخلے کا انٹری پوائنٹ ہے ان کے لیے سمیع انجوی سعودی عرب کے سب سے معروف آرکیٹکٹ کے گھر کا دورہ حیران کن ثابت ہوتا ہے اس گھر کے اردگرد ہر ایک شئے پر ذوق، دعوت شوق کو ابھارنے والی اور تاریخ وثقافتی فضاء کو برقرار رکھنے والی ہے جو اس کے گرد موجود ہے یہ ان ڈور تلاب کے گرد تعمیر کی جانے والی ایک مستطیل عمارت ہے جس کا فرش سرامک ٹائلوں سے بنا ہے جو فارسی قالین کی طرح لگتا ہے آرام دہ تزئین وآرائش اور بکثرت درخت عربی روایات کی عکاسی کرتے ہیں پچھلے دنوں میں وہاں تھا اور جمی کارٹر بھی میرے ساتھ تھے

یہ محل جس قدر شاندار ہے یہ وہ بنیادی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے انجوی کی شہرت سعودیہ عرب سے باہر کی دنیا میں ہوئی ہے وہ تین عشروں سے ان لوگوں کی آوازوں میں سے سب سے طاقت ور آواز ہے جو قدیم شہر مکہ نہ رکھنے والی تباہی اور تاریخی عمارتوں کی جگہ دیو قامت اور بدصورت بلند وبالا اپارٹمنٹ عمارتیں، ہوٹل اور ان سے جڑ رائل مکہ کلاک ٹاور کی تعمیر پر سراپا احتجاج ہیں، یہ وہ رائل مکہ کلاک ٹاور ہے جس نے اسلام کے سب سے مقدس مقام کعبہ، مسجد الحرام سب کو پس منظر میں دھکیل دیا ہے۔

سعودی عرب کی حکومت مکہ کی نام نہاد جدیدیت اور بڑے پیمانے پر نئی تعمیرات جس میں توسیع مسجد الحرام کا منصوبہ بھی شامل ہے کا جواز یہ کہہ کر پیش کرتی ہے کہ حجاج کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لیے درکار رہائش اور ان کی خدمت کے لیے مامور کاروبار کے لیے اس کی ضرورت تھی انجوی اور اس کے اتحادیوں کا خیال ہے کہ ان تعمیرات کا محرک وہ نہیں ہے جو سعودی حکومت بتلاتی ہے ان کا یقین ہے کہ قدیم گھر اور وہ مقابر جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے ساتھیوں سے متعلق تھے اس لیے تباہ کئے جا رہے ہیں کہ سعودی عرب کے وہابی ملّا ان مقامات کو عوام کے لیے باعث برکت اور مقام توسل و استغاثہ بننے دینا نہیں چاہتے اور ان کے نزدیک یہ شرک عظیم ہے اور اسلام کے منافی ہے اور وہ اسے توحید کے منفی خیال کرتے ہیں جو اسلام کا پہلا اصول ہے۔

انجوی اور دوسرے نقادوں کے خیال میں ان تاریخی آثار کی جانب سعودی حکومت اور وہابی ملاؤں کا یہ معاندانہ رویہ مذہبی بنیادوں پر بربریت کے مترادف ہے اور یہ عمل طالبان کی جانب سے بدھوں کے مجسموں کو بامیان میں تباہ کرنے کے مترادف ہے انجوی کی نظر میں یہ عمل مکہ کی نیچر اور کعبہ کے تقدس کے خلاف ہے اور اس کے متضاد ہے۔

انجوی جس کے خاندان کی جڑیں جدہ کے اندر بہت گہری ہیں اور وہ وہاں پر ایک معروف شخصیت ہے اور اکثر وہ عمانی طرز کا عمامہ باندھتا ہے نہ کہ سعودیہ طرز کا روایتی رومال، ایسا ملک جہاں پر اخلاقی آوازوں کو زبردستی خاموش کرانے کی روایت ہے وہاں پر وہ کئی سالوں سے بے باکی سے بول رہا ہے۔ اس کے خیالات اس کے سماجی رابطے کی ویب سائٹ فیس بک پر دیکھے جا سکتے ہیں اور اس نے وال سٹریٹ جرنل کو 2012ء میں ایک فرنٹ پیج پر شائع ہونے والے آرٹیکل میں اپنے نام سے سعودی عرب کی حکومت پر تنقید کو شائع کرنے کی اجازت دی۔ اس نے امریکی روزنامہ نیویارک ٹائمز کو بتایا کہ سنٹرل مکہ کی تعمیر نو کا یہ انداز خود پیغمبر اسلام کی منشاء کے بھی خلاف ہے جو کہ خود بھی مکہ کی قدیم چیزوں کی اور مقدس چیزوں کی حفاظت کے خواہاں تھے۔

انجوی کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کعبۃ اللہ کے مقابلے میں ہر ایک چیز کو عاجزانہ انداز میں رکھنے کی

تلقین کی تھی اور کہا تھا کہ کوئی ایسا کام نہ ہو جس سے کعبہ کے جاہ وجلال اور اس کی شان وشوکت پر کوئی حرف آئے مکہ میں تو ببول کے درخت کو کاٹنا منع ہے اور وہاں پر شکار حرام ہے یہاں تک کہ اگر آپ کو اپنے والد کا قاتل وہاں نظر آئے تو آپ اس پر بھی ہاتھ نہیں اٹھا سکتے۔ سیرت پیغمبر، وہ لینڈ سکیپ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی گزاری اس کو مسمار کر دیا گیا اور مکہ کی قدامت اور پرانے تاریخی آثار کے بغیر سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک متھ میں بدل جاتی ہے۔

The Prophet said that you cant cut a thorn plant in Mecca, you cant hunt in Mecca. Even if you see the killer of your father, you he said. Everything in Mecca shall becant raise your hand humble in relation to the House of God. The seerah of the Prophet, the landscape where he lived his life, is being demolished. Without it, the life of the Prophet becomes a myth.

انجوی نے 2010ء میں ایک صحافی کو بتایا تھا کہ سعودی حکومت اس پر دباؤ ڈال رہی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ سعودی عرب سے باہر رہے یہاں، بہت سی چیزیں ہیں جن کو انجوی کے بقول وہ کرنا چاہتا ہے لیکن اس کو اپنے ملک میں یہ کرنے نہیں دی جارہی۔ اس نے مصر کے شہر قاہرہ سے شائع ہونے والے ایک جریدے کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا تھا کہ اس کو ہوسکتا ہے سعودی عرب چھوڑنے پر مجبور کر دیا جائے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جو کہہ رہا ہے کچھ لوگ سعودیہ عرب میں سننا نہیں چاہتے اور اس کا کہنا تھا کہ وہ جوان دنوں مصر کے شہر قاہرہ میں نظر آرہا ہے تو وہ چھٹیوں پر نہیں آیا بلکہ وہ تو اپنے ملک سے دور رہنے کی عکاسی کر رہا ہے معاملہ کوئی بھی ہو، اب بہت دیری ہوچکی... اسے لڑائی میں شکست ہوگئی ہے مکہ اب ایک جدید میٹرو پولیٹن شہر ہے جس میں بلند وبالا عمارتیں ہیں، مہنگے ترین ہوٹل ہیں اور اس شہر میں تاریخی قدامت نام کی کوئی اکا دکا چیزیں ہی باقی رہ گئیں ہیں۔

ابھی حال ہی میں سعودی سرکاری خبر رساں ایجنسی نے ایک فوٹو میڈیا کو جاری کیا ہے جس میں ایک میٹرو ٹرین، حاجیوں کو تیزی کے ساتھ ان کی مطلوبہ جگہ تک لیجانے والی ایکسپریس وے، تعمیراتی کرینوں کا جنگل، مسجد الحرام کے ساتھ ملحقہ بلند عمارتوں کے ڈھانچے اور ان سب بلند انجوی کے بقول احمقانہ رائل مکہ ٹاور نظر آرہا ہے برطانوی اخبار ڈیلی انڈی پینڈیٹ میں شائع ہونے والے اپنے ایک مضمون میں وہ سوال کرتا ہے کہ کیا یہ سب کچھ کرنے کی آپ روم میں اجازت دیں گے؟ یا عین لندن کے وسط میں ایسا کرنے کی اجازت دیں گے؟ یہاں تک آج اگر کوئی شخص بگ بین کو اور زیادہ بڑا کرنا چاہے تو

آپ سب لندن والے اس کے خلاف اعتراض کریں گے اب ہم ہیں کہ بندروں کی طرح نقالی کر کے اپنا بگ بین ٹاور جو کہ دنیا کا سب سے بڑا ٹاور ہوگا مکہ لے آئیں ہیں یہ بات مجھے غصہ دلاتی ہے۔شاید اسے ٹاپ کپی محل میوزیم استنبول کی عظیم الشان عمارت سے ملے گی جہاں پر عثمان سلطانوں کے پاس موجود تبرکات اور نوادارات رکھی گئیں ہیں جن میں سے کئی ایک کا تعلق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ان تبرکات میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک، ان کی کمان اور خطوط جوانھوں نے ابتدائی اسلام لانے والوں کے بارے میں لکھے تھے۔

ترکی کی وزرات ثقافت نے ایک شاہانہ کافی ٹیبل بک ان تبرکات کے بارے میں شائع کی ہے جو کہتی ہے کہ عثمانیوں نے ان تبرکات کو مرکز عبادت نہیں بنایا لیکن جہاں یہ نوادرات رکھی گئی ہیں اس ہال کو ایک متبرک مقام حاصل ہے اور اس کا دورہ وزیارت کرنے والوں کے دل محبت رسول سے سرشار ہوجاتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ یہ ہمیشہ سے مقام محبت وشانتی رہے گی۔

دعوت ذکر کا ہفتہ وار اجتماع

ہر جمعرات بعد نماز عشا جامع مسجد سید حامد علی شاہ سرگودھا میں ہوتا ہے مع احباب شریک ہوں زنگ آلود قلوب کو ذکر اللہ کی برکت سے صاف کریں۔(خواجہ مسعود احمد اویسی)

حج اکبر مبارک ہو

ہمارے بہت سارے کرم فرما مہربان اس سال (۱۴۳۵ھ) میں حج اکبر کی سعادت سے بہرمند ہوئے ان تمام کے نام لکھے جائیں تو دفتر درکار ہیں ادارہ کی جانب سے ان تمام خوش نصیب حضرات کو ڈھیروں مبارک ہو۔(ماہنامہ ”فیض عالم“)

پرودہ آغوش رسالت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

جگر گوشہ فیض ملت شیخ الفقہ والمیراث علامہ ابوالنور مفتی محمد صالح اویسی شہید رحمۃ اللہ علیہ کی نشری تقاریر سے اکتساب

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ ۴ شعبان ۴ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور لقب زکی شہید اکبر۔ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس صاحبزادے کی پیدائش کی خبر ملی تو آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا میرے بیٹے میرے جگر کے ٹکڑے کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے ان کو اپنی گود مبارک میں لیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے دائیں کان میں اذان دی اور بائیں کان میں تکبیر کہی اور اپنا لعاب مبارک ان کے منہ میں ڈالا اور آپ کے حق میں دعا فرمائی اور آپ کا نام مبارک حسین رکھا اور حکم دیا کہ ساتویں روز ان کا عقیقہ کرو اور بالوں اتارو اور بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کردو۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کے سات سال سات ماہ سات دن اپنے نانا جان حضور سیدنا سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کی پرورش میں رہے اور آپ نے خود حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی جتنی تربیت کا موقعہ عطا فرمایا اتنا کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ آپ اکثر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ ہی رکھتے تھے اور خود ہر چیز کے آداب سکھاتے تھے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب حدیث میں ایک واقعہ درج فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں زکوٰۃ کی کھجوروں کا ایک ٹوکرا آیا، اتنے میں امام حسین رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور بچے ہی تھے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں رکھ لی، آپ نے اسی وقت آپ کے منہ میں انگلی ڈال کر کھجور نکالتے ہوئے فرمایا نبی کے اہل بیت زکوٰۃ نہیں کھایا کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی بچپن ہی سے تربیت شروع کردی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے تھے اور امام حسین اپنے پاؤں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں پر رکھے ہوئے تھے اور آپ فرما رہے تھے اے چھوٹے چھوٹے قدموں والے چڑھ چڑھ آ۔ چنانچہ امام حسین رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسم پاک پر چڑھ گئے یہاں تک کہ اپنے قدم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ پر رکھ دیئے۔ آپ نے فرمایا اے حسین! منہ کھول، آپ نے اپنے لعاب دہن حضرت

امام حسین رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا اور منہ چوما اور فرمایا اے اللہ تو اسے محبوب رکھ میں اسے محبوب رکھتا ہوں اور جو اس کے ساتھ محبت کرے تو بھی اس کے ساتھ محبت فرما۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس حال میں دیکھا کہ آپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لعاب دہن کو اس طرح چوس رہے ہیں جیسا کہ آدمی کھجور کو چوستا ہے

☆ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے" حسین منی و اَنَا مِنَ الْحُسَیْن "یعنی حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔

☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں اے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما۔

☆ حضرت زید بن زیاد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر کے دروازے سے نکلے تو آپ کا گزر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے دروازے سے ہوا تو آپ نے سنا کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں آپ نے فرمایا اے فاطمہ! تم جانتی ہو کہ حسین کے رونے سے میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے اس کو رونے نہ دیا کرو۔

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص جنتیوں کے سردار کو دیکھنا چاہے وہ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"اِنَّ الْحَسَنَ وَ الْحُسَیْنَ هُمَا رَیْحَانِیْ مِنَ الدُّنْیَا" تحقیق میرے حسن وحسین میرے لیے دنیا میں سے پھول ہیں۔"

جنت کے پھولوں کا نام بھی ریحان ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پھول حسنین کریمین ہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں خطبہ فرما رہے تھے کہ سیدنا امام حسن وسیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس حال میں آئے کہ وہ چل رہے ہیں اور گر رہے ہیں تو آپ منبر شریف سے اترے اور دونوں کو اٹھا لیا اور اپنی جھولی میں بٹھا لیا اور منبر پر بیٹھ گئے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے شہزادوں کے ساتھ اتنا پیار تھا کہ آپ سے برداشت نہ ہو سکا کہ میرے نواسے گرتے چلے آرہے ہیں لہٰذا آپ کو اپنا خطبہ اور منبر چھوڑنا پڑا، لیکن پیارے نواسوں کا گرنا برداشت نہ فرمایا۔ یہ واقعہ بچپن میں ہوا لیکن اس کی لاج سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں رکھ لی کہ ایک وقت تھا کہ جب ہم گر رہے تھے تو نانا جان مصطفےٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارے لیے خطبہ ومنبر چھوڑ دیا اور ہمارا گرنا برداشت نہ فرمایا آج

میں اپنے نانا کے دین کے لیے اپنا وطن، گھر عیش و آرام بھی چھوڑ دوں گا اور اپنی جان قربان کر دوں گا۔ ہمارے نانا جان نے ہمیں گرنے سے بچالیا میں اپنے نانا کے دین کے لیے سفر برداشت کروں گا۔ پیاس و بھوک برداشت کروں گا۔ زخم پر زخم کھاؤں گا لیکن اپنے نانا پاک سرکار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کو نہیں گرنے دوں گا۔ اے نانا جان! اگر آپ نے حسین کا گرنا برداشت نہ کیا تھا تو میں آج تیرا حسین تیرے دین کو بچانے کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر کے آنے والی نسلوں کے لیے یہ سبق چھوڑ کر جا رہا ہے کہ دین اسلام کی خاطر اگر تمہیں چھوٹے بچے، نوجوان بیٹے اور خود بھی قربان ہونا پڑے تو قربان ہو جاؤ لیکن دین اسلام کا جھنڈا ہمیشہ کے لیے بلند رکھو۔

میرا عقیدہ ہے ﴿ حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ نے اپنی کتاب ''بیاض اویسی'' کے ابتدائیہ میں یہ خوبصورت شعر لکھتے ہیں پڑھیں ایمان تازہ ہوگا۔

بندہ پروردگارم اُمت احمدِ نبی　　　دوستدار چار یارم تابع اولاد علی

مذہب حنفیہ دارم ملّت حضرتِ خلیل　　　خاکپائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہر ولی

یعنی میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امتی ہوں۔ خلفائے اربعہ اور اہل بیت کرام سے محبت رکھتا ہوں۔ مذہباً حنفی ہوں ملت ابراہیم خلیل علیہ السلام پر ہوں۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پائے اقدس کی خاک ہوں ہر ولی کے سایہ میں ہوں۔

﴿ وصیت اویسی ﴾

فقیر اُویسی غفرلہٗ اور اس کے اسلاف رحمہم اللہ کا یہی عقیدہ ہے۔ فقیر اپنی اولاد تا قیامت اور متعلقین واحباب و جملہ برادرانِ اسلام کو وصیت اور اپیل کرتا ہے کہ اسی عقیدہ پر زندگی بسر کرنا اور اسی پر مرنا۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہی عقیدہ حق ہے اور عقائدِ اہلسنّت کا خلاصہ ہے اور انشاء اللہ ثم انشاء رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں نجات ہے۔ (بیاض اویسی حصہ دوم، صفحہ۲)

شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کا عظیم واقعہ انسانیت کے لیے اہم سبق

ہر سال محرم الحرام کا چاند نظر ہی نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول، سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر شروع ہو جاتا ہے۔ اور کیسے نہ ہو پوری دنیا کیلئے نصیحت ہے حسین

کئی صدیاں گذر جانے کے بعد بھی شہادتِ امام حسین کا تذکرہ زندہ ہے۔ اس کی عالم گیر شہرت اور تذکرہ میں آج تک کوئی کمی نہیں ہوئی بلکہ یہ اور زیادہ پھیلتا چلا جا رہا ہے یہاں تک کہ حسینیت اور یزیدیت ہر دور اور ہر طبقہ میں فتنہ وفساد اور باطل کی علامت بن گئی ہے۔

امامِ عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک عراق میں واقع ہے اور صرف محرم الحرام ہی کیا یہاں تو ہر روز، ہر لحہ ہی زائرین کا جمِ غفیر ہوتا ہے اور ہر نیا دن حسینیت کی تبلیغ عام ہو رہی ہے۔ مسلمان ہی نہیں بلکہ آج تو انگریز بھی اس واقعہ پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہیں اور اس واقعے کو دنیا کا عظیم معرکہ قرار دیتے ہیں۔ آخر کیوں نہ مانیں انہیں کیونکہ وہ سید الشہداء ہیں، نواسہ رسول ہیں، جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

امام عالی مقام سیّد الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظیم شہادت ہمیں ہمہ وقت اور ہر نئے سال میں دو طرح کا پیغام دیتی ہے۔ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کا پیغامِ اوّل عملی جدوجہد کا ہے۔ محبت حسین، تعلق حسین اور نسبتِ حسین کو محض رسم کے طور پر نہ سمجھا جائے اور نہ رہنے دیا جائے بلکہ اسے عمل، حال اور حقیقت کے تناظر میں تبدیل کر دیا جائے اسے حقیقی زندگی کے طور پر اپنایا جائے کہ یہی تعلق اور نسبت ہمارا نصب العین ہے، مطلب یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کے ہر موڑ پر اسوۂ حسینی اور رسمِ شبیری پر عمل کرتے رہیں۔ حسینیت کا تقاضا ہے کہ جہاں جہاں تمہیں یزیدیت کے کردار کا نام ونشان نظر آئے، تم حسینی لشکر کے سپاہی بن کر یزیدیت کے بتوں کو پاش پاش کر دو، خواہ اس کیلئے تمہیں اپنا مال ومتاع، اپنی جان اور اپنی اولاد ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑ جائے بقول شاعر

غریب وسادہ ورنگین ہے داستانِ حرم — نہایت اس کی حسین، ابتداء ہے اسماعیل

اُمتِ مسلمہ میں اتحاد واتفاق، وحدت ویگانگت، بھائی چارہ ومساوات اور یک جہتی کا تصور پیدا کرنے اور اسے تباہی و بربادی اور ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کیلئے ضروری ہے کہ ہم آپس کے اختلافات کو اعتدال پر رکھیں۔

اسلامی سال کا آغاز ماہِ محرم الحرام سے اور اختتام ماہِ ذوالحجہ پر ہوتا ہے۔ 10 محرم الحرام (۶۱ھ) کو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت وقربانی اور 10 ذوالحجہ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی ہے۔ معلوم ہوا کہ اسلام ابتداء سے لے

کرانتہاء تک قربانیوں کا نام ہے، گویا کہ ایک مسلمان کی تمام زندگی ایثار و قربانی سے عبارت ہے۔ ذوالحجہ کا مہینہ ہمارے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عشقِ الٰہی کا بے پناہ جذبہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی آرزوئے شہادت کا نقشہ پیش کرتا ہے اور محرم الحرام کا مہینہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے عملی واقعہ کی جانب دعوت دیتا ہے۔ ۱۰ ذوالحجہ کو حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کی خاطر اپنا سرِ اقدس چھری کے نیچے رکھ دیتے ہیں مگر یہ سرتن سے جدا ہونے سے پہلے ہی بارگاہِ خداوندی میں درجہ قبولیت پالیتا ہے اور ۱۰ محرم الحرام کو نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف اپنی جان بلکہ اپنے جگر گوشوں، بھائیوں، عزیزوں، رشتہ داروں اور اپنے اصحاب کی گردنیں دین حق کی سربلندی، اعلاءِ کلمۃ الحق، ظلم وستم کے مٹانے کیلئے اور ناموسِ اسلام اور حق وصداقت کی خاطر اپنے مالک ومولا کی بارگاہ میں پذیرائی کیلئے کٹا دیتے ہیں۔ ... یہ تاریخِ انسانیت کی بہت بڑی قربانی ہے، جو ماہِ محرم الحرام میں دشتِ کربلا میں پیش آئی اور اللہ تعالیٰ نے اسے امت مسلمہ کیلئے تاقیام قیامت اسلام کے شعائر میں داخل فرمادیا ہے۔

معرکہ کربلا اور شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے مقاصد کی عظمت کے لحاظ سے تاریخ کی سب سے بڑی شہادت وقربانی ہے۔ 10 محرم الحرام کو فخرِ انسانیت اور جگر گوشہ رسول کو اس لئے شہید کیا گیا کہ اس نے باطل کے سامنے حق وصداقت کا پرچم سرنگوں نہیں ہونے دیا اور پوری انسانیت کے لئے یہ عظیم سبق چھوڑا کہ اگر حق وصداقت کی خاطر اپنے پورے کنبے سمیت قربانی وشہادت دینی پڑے تو بھی دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ شہادتِ امام حسین! حق گوئی وراست گوئی اور تسلیم ورضا کی لازوال داستان ہے وہ ایک ایسا چراغ ہے کہ مظلوم جب حق وصداقت کی پاسبانی کیلئے باطل کے نرغے میں گھر جائے تو یہی راہنمائی کرتا ہے۔ جب سیم وزر کی جھلکیاں ایمان وایقان کو کمزور کرنے لگتی ہیں تو مثالِ حسین کی یاد اسے حوصلہ عطا کرتی ہے۔ جب ایک طرف دنیوی کامیابی وکامرانی ہو اور دولت واقتدار ہو اور دوسری طرف وفائے حق ہو تو فاقہ مستی میں بھی حرص وہوا کا بت پاش پاش کر دیا جاتا ہے، یہی تقلید حسین ہے

یوم شہادت امام حسین! اپنے اندر ہمارے لئے ایسا عظیم اور اعلیٰ وارفع سبق لئے ہوئے ہے کہ جس میں معراج انسانیت مضمر ہے۔ جس میں حق پرستی کے عزائم نظر آتے ہیں ... بُردباری، اثبات واستقامت اور صبر ورضا کی اعلیٰ اقدار کا درس ملتا ہے۔ ان ہی اقدار کو پھر سے تازہ کرنے کیلئے یوم امام حسین منایا جاتا ہے۔ واقعہ کربلا! اس قدر کرب وبلا اور مصائب وتکالیف سے پُر ہے کہ اسے سن کر پتھر سے پتھر دل بھی موم ہو کر بے اختیار رو پڑتا ہے۔ امام عالی مقام! اس قدر پختہ عزائم رکھتے تھے کہ انہوں نے اپنے اہل وعیال، عزیز واقارب اور اصحاب سمیت اپنی قربانی دے دی، مگر باطل کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا۔

اہل ایمان کے لئے شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ کا دوسرا پیغام امن وسلامتی کا پیغام ہے۔ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ جب نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کا مہینہ محرم الحرام آتا ہے تو پورے پاکستان میں فتنہ وفسادات کے خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات سرِعام گولیاں چلنے لگتی ہیں، قتل وغارت گری، دہشت گردی اور جنگ وفساد کی حالت بن جاتی ہے اور اس ماہِ مقدس میں مسلمان قوم دوسروں کیلئے جگ ہنسائی اور طعنہ زنی کا نشانہ بن جاتی ہے۔

موجودہ دور میں یہ بات بڑی توجہ طلب اور خاص اہمیت کی حامل ہے کہ ہمارے آپس کے اختلافات کو کس طرح اعتدال پر رکھا جائے تا کہ نظم وضبط، جرأت وبہادری، شجاعت وبسالت، حرمت فکر، عزم وہمت، ہمدردی وغمگساری کے ساتھ ہم وقت گذار سکیں شہادت امام حسین نے صبر ورضا کا وسیع مفہوم عطا کیا اور اس دولت سے دامنِ اسلام کو بھر دیا ہے اور اس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے اور انشاء اللہ تا قیام قیامت جاری وساری رہے گا۔ یہ ایک ایسی روشن مشعل ہے جو انقلابی انسانوں کیلئے راستہ کو روشن بنا رہی ہے اور تخت وتاج پر قائم ہونے والی بنیادوں کو منہدم کر رہی ہے۔ یہی انقلاب! انقلابیوں کیلئے شمع ہدایت ہے اور یہی انقلاب! اپنے حق سے دفاع کرنے والوں کیلئے آخری امید اور سہارا ہے... واقعہ کربلا! کل بھی تاریخ کی ایک حقیقت تھی اور آج بھی ایک اٹل حقیقت ہے، نام حسین قلب ودماغ اور ضمیر میں زندہ ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنی قربانی وشہادت سے اپنے عظیم نانا جان، اپنے والد محترم، اپنی والدہ ماجدہ اور سب سے بڑھ کر اسلام کا نام بلند کر دیا۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ آپ کی عظیم زندگی سے سبق سیکھے اور آپ کی ذات سے ہدایت وراہنمائی حاصل کرے۔

قتل حسین اصل میں مرگِ یزید ہے　　　اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

معرکہ کربلا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں گذشتہ چودہ سو سالوں میں لاتعداد لوگوں نے اپنی آراء اور اپنی تحقیق کا اظہار کیا ہے، لیکن یہ موضوع اب بھی تشنہ طلب اور تشنہ تحقیق ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا ہر فکر میں ہر بار ایک نیا پہلو سامنے آتا ہے، لیکن قلم میں تاب وطاقت نہیں ہے کہ وہ اتنا کچھ بیان کر سکے۔

تاریخ نے لکھا ہے، بہت ذکرِ کربلا مگر جس طرح لکھنا چاہیے اب تک نہیں لکھا گیا

امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ظاہری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے لیکن اہل باطن کے سامنے آج بھی وہ رونق افروز ہیں۔ آج پھر نگاہوں اور گمراہیوں کے اندھیروں میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے عظیم کردار اور پاکیزہ سیرت کے روشن چراغ جلانے کی انتہائی ضرورت ہے اس دورِ پرفتن میں مسلمانوں کے عروج کیلئے ایک بار ضربِ حسینی کی ضرورت ہے۔

تحریک ختم نبوت کے قلمی جہاد کی سرگزشت 1883ء تا 1936ء ۹ تا ۱۵ جلدوں کا ایک اجمالی تعارف

جلد اول تا ہشتم کا تعارف گذشتہ شمارہ شائع ہوا (ادارہ)

جلد نہم (۱) (تازیانۂ عبرت، صفحات ۲۸۵، ۱۹۳۲ء) یہ کتاب شیر اسلام ابو الفضل کرم الدین دبیر رئیس بھیں ضلع جہلم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے۔اس کتاب کے باعثِ اشاعت میں آپ رقم طراز ہیں "آج سے تقریباً اٹھائیس ۲۸ سال پہلے چند فوجداری مقدمات میرے اور مرزائیوں کے درمیان جہلم و گورداسپور میں ہو گزرے ہیں ان میں سے ایک مقدمہ میں مرزا قادیانی تقریباً دو سال تک سرگرداں رہا۔آخر عدالت سے سزایاب ہو گیا۔ان مقدمات کی روداد اکثر اخبارات بالخصوص سراج الاخبار جہلم میں شائع ہوتی رہی مرزائیوں نے کوئی روداد وغیرہ شائع نہ کی لیکن بعد میں مرزا قادیانی نے حسبِ عادت اپنی کتب نزول المسیح اور حقیقۃ الوحی وغیرہ میں ان مقدمات کو بھی اپنی پیش گوئیوں اور نشانات میں داخل کیا۔بعض احباب نے جب مرزائیوں کی وہ لن ترانیاں سُنیں تو انہوں نے اصرار کیا کہ روداد مقدمات دوبارہ شائع کی جائے اور عوام کو اصل حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے کہ مقدمات کے نتائج و عواقب مرزا قادیانی اور اسکی جماعت کے حق میں باعثِ کامیابی نہیں بلکہ انتہائی ذلت کا باعث تھے۔

(۲) (السیوف الکلامیہ لقطع الدعاوی الغلامیہ، صفحات ۱۴۶، ۱۹۳۴ء) یہ کتاب مفتی آگرہ عبد الحفیظ حقانی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اس کتاب میں آپنے جن مضامین پر روشنی ڈالی ہے ان میں ان الدین عند اللہ الاسلام، قدریہ، مرجیہ، اہل قرآن، خارجیوں، رافضیوں، وہابیوں، مدعیان نبوت اور خاص مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں پیشینگوئی، دعویٰ الوہیت، مرزا جی کا خدا سے مرتبہ زائد، دعویٰ نبوت بعد خاتم النبیین، دائرہ دعوت الٰہیہ یعنی نبوت، دعویٰ مکالمہ و مخاطبہ شفاہی، دعویٰ وحی و شریعت و نبوت اور اس کی دونوں کیفیتیں، تناسخ کیا چیز ہے، خدا کیلئے اولاد ثابت کرنا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان مقدس پر ناپاک حملہ، افتراق ملت مرزائیہ اور مرزا جی میں مراق کے جلوے وغیرہ۔

(۳) (قہر یزدانی بر قلعہ قادیانی، صفحات ۳۸) کتاب ہذا مناظر اسلام ابو منظور نظام الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔یہ کتاب آپ نے رد قادیانیت پر نہایت سہل انداز میں تحریر کی ہے۔اس کتاب میں مرزا کے دعووں کو سوالات کی صورت میں بیان کیا گیا اور ان کے رد کیلئے مختصر اور جامع جوابات دیے گئے ہیں۔جن کے ذریعے نہ صرف ایک عام شخص مرزا کے کفریہ عقائد سے واقف ہو جاتا ہے بلکہ اسے مرزائیوں سے دفع اور ان کے جھوٹ سے پردہ اٹھانے کا موقع بھی مل جاتا ہے۔

جلد دہم (۱) (برق آسمانی بر خرمن قادیانی، صفحات ۲۴۸، ۱۹۳۲ء) کتاب ہذا مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ کی

ہے۔آپ نے علمائے کرام کی ایک جماعت کے ہمراہ قادیانیوں کا تعاقب کرتے ہوئے تحریر وتقریر، مناظرہ ومباحثہ ہر میدان میں قادیانیوں کو چت گرا کر ذلیل وخوار کیا۔اپنے انہی معرکہ ہائے حق وباطل کا خلاصہ آپ نے شائع فرمادیا۔یہ کتاب دوجلدوں پر مشتمل ہے۔اس جلد کے سرورق پر آپ نے کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کروایا ہے۔''جس میں اعمال نامہ مرزا، سوانح مرزاوخلفائے مرزا کے علاوہ ستمبر۱۹۳۲ء کے اندر مرزائیوں کے ساتھ بھیرہ سلانوالی، چک ۳۷ جنوبی میں مناظروں کی روئیداد اور ضلع شاہ پور میں مرزائیوں کے تعاقب کی مفصل کیفیت درج کی گئی ہے'' جلد دوم کے سرورق پر یوں تحریر ہے''جس میں دوران مناظرہ فریقین کی جانب سے پیش کردہ دلائل، اسلامی مناظروں کے دلائل پر مرزائیوں کے اعتراضات، نیز مرزائیوں کے پیش کردہ دلائل اور جو جوابات اسلامی مناظروں نے دیئے تھے، ان کا خلاصہ درج کیا گیا ہے''

(۲) (تحریک قادیان، صفحات ۱۸۰، ۱۹۳۳ء) یہ تصنیف لطیف فدائے ملت مولانا سید حبیب مدیر سیاست لاہور رحمۃ اللہ علیہ کی ہے کتاب تحریک قادیان کے مقدمے میں مصنف مرحوم نے کتاب میں موجود دلائل کا خلاصہ اس طرح پیش کیا ہے جن میں سے تین دلیلیں انہی کے الفاظ میں پیش خدمت ہیں۔

پہلی دلیل ﴾ مرزا کی تحریر مبتذل اور پیش پاافتادہ اغلاط سے پُر ہے لہٰذا یہ الہامی عبارت نہیں ہوسکتی، جس کو خدا کی زبان کہتے ہیں۔

دوسری دلیل ﴾ مرزا صاحب کے دعاویٰ کی کثرت وندرت اور انکے تنوع کا یہ حال ہے کہ انسان ان کی فہرست ہی کو دیکھ کر پریشان ہوجاتا ہے۔

تیسری دلیل ﴾ تقریباً ہر پیغمبر کے معتقدین میں مرتد ہوئے لیکن شاید تاریخ عالم میں مرزا صاحب کے سوا کوئی ایسی مثال نہیں ملتی جس میں کسی نبی پر ایمان لانے والوں میں اپنے نبی کے متعلق اختلاف ہوا ہو۔مرزا صاحب واحد مدعی نبوت ہیں جن کے دعاویٔ نبوت کے متعلق خود انکے معتقدین میں اختلاف ہے۔

(۳) (الحق المبین، صفحات ۱۰۴، ۱۹۳۴ء) کتاب ہذا حکیم مولوی عبدالغنی ناظم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔اس کے مضامین میں مرزائی سوالات کے جوابات توفی کے بحث رجوع کا لفظ، مسیح کا آسمان سے اُترنا مرزا صاحب کو قبول ہے، مجدد کی بحث وغیرہ۔ان مضامین پر حکیم صاحب کا تبصرہ بھی سنیئے۔''تجربہ شاہد ہے کہ اکثر سعید روحیں ایسی ہیں جو ناواقفیت کی بناء پر مرزائیت کا شکار ہوجاتی ہیں مگر پھر صحیح واقفیت بہم پہنچنے پر دوبارہ صراطِ مستقیم اختیار کرنے کو عار نہیں سمجھتیں اور علی الاعلان صداقت کو قبول کرلیتی ہیں''

گیارہویں جلد ☜ (۱) (الکاویہ علی الغاویہ حصہ اول، صفحات ۵۷۳، ۱۹۳۱ء) یہ کتاب علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ برصغیر کی علمی دنیا میں جہاں مشہور و معروف علمی و تحقیقی کتب کا ذکر ہوگا وہاں حضرت علامہ آسی قدس سرہ کی شہرت مدام کا سبب بننے والی آپ کی ردمرزائیت میں مشہور کتاب ''الکاویہ علی الغاویہ'' کا ذکر بھی ہوگا۔ یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور ردمرزائیت وغیرہ میں ایک دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) کی حیثیت رکھتی ہے۔ علامہ آسی صاحب نے اپنی اس تصنیف میں بڑی آزادی کے ساتھ مرزائی مذہب کے تمام میسر لٹریچر، اشتہارات و پوسٹر وغیرہ کا خلاصہ مع تنقیدات درج کر دیا ہے نیز یہ کتاب کسی اور کی جانب سے مرزا قادیانی کے خلاف پیش کردہ مواد کا بھی احاطہ کرتی ہے۔ ابتداء میں علامہ موصوف نے الکاویہ علی الغاویہ عربی زبان میں تحریر فرمائی تھی جس کی فوٹو کاپی آپ کے شاگرد علامہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مخزونہ کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی میں موجود ہے۔ اس کتاب کے سرورق پر علامہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا یہ تاریخی نوٹ مذکور ہے۔ ''علامۃ الدہر حضرت قبلہ محمد عالم آسی کی یہ تصنیف عربی زبان میں لکھی جانے والی اولین مبسوط مدلل کتب (رد قادیانیت) میں شمار ہوتی ہے'' مگر اس لیے طبع نہ کرائی گئی کہ فاضل علامہ مصنف کے معاصرین نے یہ مشورہ دیا کہ عربی زبان کی بجائے اردو میں چھپوائیں تاکہ عوام الناس بھی اس سے مستفید ہوسکیں۔ چنانچہ حضرت علامہ آسی صاحب نے اس کتاب کو اردو جامہ پہنا کر ۱۹۳۱ء میں امرتسر سے چھپوایا۔

انسائیکلوپیڈیا پاکستان میں آپ کی اس گراں قدر علمی تصنیف پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا گیا ہے کہ "الکاویہ علی الغاویہ" میں چودھویں صدی کے ان مدعیان نبوت کے حالات ہیں جنہوں نے امام زماں، مسیح وقت، محمد ثانی، کرشن اور مظہر الٰہی بن کر قرآنی تعلیمات بدلتے ہوئے الگ الگ اپنا دستور العمل مسلمانوں کے سامنے پیش کر کے اپنی تعلیم کو واحد راہ نجات قرار دیا۔ اس کے علاوہ ان قرامطہ و ملاحدہ کا ذکر بھی ہے جنہوں نے ساتویں صدی ہجری میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ آخر میں ابتدائی دس جلدوں کی تفصیلات ہیں

بارہویں جلد ☜ (۱) (الکاویہ علی الغاویہ جلد دوم حصہ اول، صفحات ۵۹۰، ۱۹۳۴ء) کچھ تعارف اوپر گزرا، اس کتاب میں معروضات آسی کی تعداد ۸ ہے جن میں سے تین پیش خدمت ہیں

(۱) مدعیان نبوت کا مبلغ علم بتانے کیلئے ان کی وہ خاص عبارات نقل کی گئی ہیں جن میں انہوں نے قواعد کی فاش غلطیاں کی ہیں۔ اہل علم غور سے پڑھ کر لطف اندوز ہوں۔

(۲) ہم نے علوم شریعت اسلامیہ سے ناواقف ہو کر خدا سے وحی پائی ہے اس لیے ہماری غلط عبارات پر اعتراض کرنا خدا کی وحی پر اعتراض کرنا ہوگا۔

(۳) ان کے نزدیک تمام قومیں اچھی ہیں اور صرف مسلمان ہی بُرے ہیں اور آج تک گمراہ چلے آئے ہیں۔

اس کتاب کے صفحہ ۴۸۱ پر مرزا کی وفات کے بعد جن اخبارات و جرائد میں مرزا کی حمایت میں تبصرے شائع ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔ پانیر الہ باد، ٹائمز آف لندن، صادق الاخبار مریواڑی، تہذیب نسواں لاہور، آریہ پترکا لاہور، اندر، برہم چارک، امرتا بازار پترکا، اخبار وکیل امرتسر، سٹیٹس مین کلکتہ۔

تیرہویں جلد ﴿(۱) (الکاویہ علی الغاویہ بقیہ جلد دوم حصہ دوم، صفحات ۳۴۲، ۱۹۳۴ء) علامہ آسی کی اس کتاب کے مضامین میں بائبل کی پیشین گوئیاں اعلان نبوت قادیانی، وحی رحمانی و شیطانی میں امتیاز، مرزائیت اور اہل اسلام میں فرق، پنجابی الہام، انگریزی الہام، فارسی الہام، عہد قادیانیت میں مدعیان نبوت، حسن بن صباح اور اسکی مصنوعی بہشت، شام میں اسماعیلی فرقے، خلاصہ کتاب ہذا وغیرہ شامل ہیں۔

(۲) (المکتوبات الطیبات، صفحات ۴۰، ۱۹۰۴ء)

المکتوبات الطیبات حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ان خطوط کا مجموعہ ہے جنہیں مفتی عبدالحی چشتی صاحب نے مرتب فرمایا تھا۔ ان خطوط میں حیات مسیح پر ان آٹھ سوالات کے جوابات ہیں جو مشہور غیر مقلد مناظر مولوی حبیب اللہ امرتسری نے قبلہ پیر صاحب سے پوچھے تھے۔

(۳) (خلاصۃ العقائد، صفحات ۲۶۔ ۱۹۰۹ء)

یہ تالیف حضرت علامہ عبدالماجد قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے آپ نے اس کتاب کے چوتھے باب میں ختم نبوت کے متعلق جن مضامین پر روشنی ڈالی ہے وہ یہ ہیں۔ ضرورت رسالت، مرزا جی کا دعویٰ نبوت، الہام کی ضرورت، مولوی شبلی کی رائے پر جرح، حضرت مسیح کی بشارت، ختم نبوت، معراج اور اس کے متعلق تفصیلی بات چیت، مرتبہ شفاعت وغیرہ

(۴) (مرزائیوں کی دھوکے بازیاں اور ان کا جواب، صفحات ۲۴، ۱۹۱۱ء) یہ رسالہ حضرت غلام احمد اخگر امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس رسالہ کا تعارف آپ ہی کی زبان سے سنئے "ناظرین سے پوشیدہ نہیں کہ اہلسنت و جماعت و گروہ مرزائیہ میں حیات مسیح علیہ السلام کا مسئلہ مدت سے زیر بحث ہے۔ علمائے اسلام نے مرزائیوں کے دعاویٰ کے جوابات دیئے۔ مگر آج تک ان (مرزائیوں) کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ علمائے اسلام کی تحریروں کا جواب دے سکیں۔ پھر بھی وہ اگر کچھ کرتے ہیں تو یہ کسی وقت ان ہی مضامین کو دہرا دیتے ہیں جو مرزا صاحب لکھ گئے اور علمائے اسلام نے ان کا دندان شکن جواب دے دیا" آپ کا یہ رسالہ حیات مسیح پر روشنی ڈالتا ہے۔

(۵) (التقریر الفصیح فی نزول المسیح، صفحات ۱۱، ۱۳۱۵ھ) یہ رسالہ محدث انبیٹھوی حضرت علامہ مشتاق احمد

انبیٹھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے مرزا قادیانی آپ کا ہم عصر تھا۔ جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو آپ نے اس کی سخت مخالفت کی اور اس کے خلاف ایک مختصر رسالہ بنام "التقریر الفصیح فی تحقیق نزول المسیح" سپرد قلم کیا۔

(۶) (مرزائیت کا جال، لاہوری مرزائیوں کی چال، صفحات ۱۶، ۱۹۳۱ء) اس رسالہ کا تعارف خود صاحب تصنیف حضرت علامہ کرم الدین دبیر رحمۃ اللہ کی زبانی سنیے۔ "ان دنوں ایک ٹریکٹ (یک ورقہ) لاہوری احمدیہ جماعت کی طرف سے ان کے امیر مولوی محمد علی صاحب، ایم اے نے شائع کیا ہے جسمیں اپنے عقائد کی فہرست دی گئی ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ مرزا صاحب کو نبی و رسول نہیں کہتے اور نہ مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اسلئے اس کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت پڑی۔

(۷) (تحفۃ العلماء فی تردید مرزا، لیاقت مرزا، صفحات ۳۲) یہ رسالہ مولانا قاضی عبدالغفور پنجہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس کا تعارف کرواتے ہوئے مصنف فرماتے ہیں کہ مرزا صاحب کے حواری آپ کو معراج لیاقت پر پہنچا کر عرش معلیٰ سے بھی بالا لے گئے۔ مگر ناظرین مرزا کی لیاقت کا اندازہ آپ کو ہو جائے گا۔ یہ عاجز عام غلطیاں مرزائے جو اس نے بیان کیں کہ ہر ایک سمجھ سکتا ہے، لکھتا ہے۔ مرزے کو اردو کی لیاقت و سمجھ نہ تھی تو وہ بے چارہ عربی فارسی خاک سمجھتا۔ مرزا نے اپنی تصانیف میں بہت غلطیاں کیں۔ مگر میری نظر سے مرزے کی جو غلطیاں گزریں وہ یہ ہیں۔

(۸) (عمدۃ البیان فی جواب سوالات اھل القادیان، صفحات ۲۴) حضرت قاضی عبدالغفور پنجہ رحمۃ اللہ علیہ سے قادیانیوں نے اپنے مذہب کی صداقت کے لیے چند دلائل قرآن سے بصورت سوالات پیش کیے، آپ نے حیات مسیح علیہ السلام پر قرآن سے جوابات دیئے۔

(۹) (تہذیب قادیانی، صفحات ۲۴) یہ مختصر رسالہ علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی ان گندی گالیوں کو جمع کیا گیا ہے جو اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک اور آپ کے فہم و فراست پر ناپاک اور ناشائستہ حملے کیے۔ صحابہ کرام تو ایک طرف انبیاء کرام علیہم السلام سے بھی اپنے آپ کو افضل بتا دیا اور ان کی توہین کی۔ علمائے اسلام، سادات کرام اور مشائخ عظام کو ایسی ایسی فحش اور گندی گالیاں دیں کہ خدا کی پناہ۔ موصوف نے مرزا قادیانی کے ان اخلاق کو ردیف وار پیش کیا ہے جو کہ ایک اچھی کوشش ہے۔

(۱۰) (منارہ قادیانی کی حقیقت، صفحات ۶، ۳، ۱۹۳۳ء) یہ تالیف حکیم مولوی عبدالغنی ناظم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ یہ رسالہ ریویو آف ریلیجنس قادیان بابت ماہ دسمبر ۱۹۳۲ء میں ایک مضمون بعنوان "منارۃ المسیح کی حقیقت" شائع ہوا۔ مولوی عبدالغنی ناظم صاحب نے اس کا جواب "منارہ قادیانی کی حقیقت" کے روپ میں ریویو کے نامہ نگار کی زبانی منارہ کا

تعارف کرایا اور اپنی طرف سے ساتھ ساتھ تنقیدی نوٹ بھی لکھا ہے۔

چودھویں جلد:۔(۱)(معیار عقائد قادیانی، صفحات ۱۱۲، ۱۹۱۲ء) جناب بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۱۲ء سے ۱۹۲۶ء تک تقریباً دو درجن کتابیں اور ماہنامہ انجمن تائید اسلام، لاہور میں فتنہ قادیان کے خلاف اس کے ہر اشتہار، پمفلٹ، مضامین اور تقاریر کا رد کر کے عوام الناس کو حقائق سے آگاہ کیا کرتے۔ آپ نے اپنی کتاب "معیار عقائد قادیانی" کا تعارف ان الفاظ میں "بشارت محمدی" کے ص ۲۵۰ میں یوں تحریر کیا ہے۔ "قادیانی مشن کی تعلیم اور عقائد پر یہ ایک مختصر کتاب جس کی خوبی دیکھنے پر منحصر ہے۔ ابتداء میں تین تمہیدات لکھی ہیں جن میں وحی الہام وکشف ورؤیا پر بحث کی ہے اور بتایا کہ امور غیبیہ پر کس طرح اطلاع ہوتی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ باب نزول وحی بعدِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بند ہے۔ اس کے بعد خدا اور رسول کی نسبت قادیانی مشن کے عقائد بیان کیے ہیں اور مرزا صاحب کے مختلف الہام اور وحی درج کیے ہیں۔ ایک مرزائی اور ایک مسلمان کا مختصر سا مباحثہ لکھ کر مرزائیوں کے ان تمام اعتراضوں کے جوابات دیئے ہیں جو وہ حیات مسیح پر کیا کرتے ہیں اور وفات پر بحث کر کے ثابت کیا کہ یہ بالکل غلط ہے کہ قرآن سے وفات مسیح ثابت ہے بلکہ قرآن وحدیث سے حیات مسیح و اصلی نزول مسیح ثابت ہے۔ اگر یہ سوال جواب یاد ہوں تو کوئی مرزائی مقابلہ میں نہیں آسکتا۔ یہ کتاب اس قدر مفید ثابت ہوئی ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں تیسری مرتبہ چھپی ہے۔ مرزائیوں سے بحث کرنیوالوں کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے"۔

(۲)(بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی، صفحات ۱۲۵، ۱۹۱۸ء) بابو پیر بخش صاحب نے اس کتاب میں قادیانی دجل وفریب کہ سورۃ صف کی آیت (یاتی من بعدی اسمہ احمد) کی تحریف بھی ہے اس کے رد میں بابو پیر بخش نے اس کتاب میں بحث کی ہے۔ صفحہ آخر پر آپ یوں رقم طراز ہیں ہر ایک کاذب ابتدائی بحث کیلئے کوئی نہ کوئی ہتھکنڈا نکالا کرتا ہے مرزا صاحب نے وفات مسیح کا ہتھکنڈا نکالا اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر کے کہا کہ چونکہ مسیح موعود نبی اللہ ہے میں بھی نبی ہوں اور نبوت ورسالت کے مدعی بن بیٹھے۔ مگر اس دعویٰ نبوت ورسالت میں جھجھکتے رہے اور ساتھ ساتھ انکار بھی کرتے رہے۔ ان کے مرنے کے بعد ان کے بیٹے نے صاف صاف کہہ دیا کہ "اسمہ احمد" والی پیشگوئی کا مصداق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تھا بلکہ میرا باپ غلام احمد تھا۔ چنانچہ اس کتاب میں یہی بحث ہے۔

(۳) الاستدلال الصحیح فی حیاۃ المسیح، صفحات ۳۵۰، ۱۹۲۴ء) مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان وفات مسیح اور اثبات حیات مسیح مشہور ومعروف موضوع ہے۔ جناب بابو پیر بخش نے اس کتاب میں مکمل دلائل کے ساتھ اثبات حیات مسیح علیہ السلام کو ثابت کیا۔

پندرہویں جلد ہے (۱) (کرشن قادیانی، صفحات ۴۱، ۱۹۲۲ء) مرزا صاحب کی ذاتی زندگی جس طرح گندگی سے رنگین ہے اسی طرح اس کی تعلیم وعقائد کا حال بھی ہے کہ کبھی خود خدا بن جاتا ہے، کبھی پیغمبر ورسول بن جاتا ہے، کبھی نائب عیسیٰ علیہ السلام بن جاتا ہے تو کبھی کرشن جی کا روپ دھار لیتا ہے۔ اس کتاب میں بابو پیر بخش نے مرزا قادیانی کے کرشن جی کے روپ کا پردہ چاک کر کے بتایا کہ مرزا قادیانی نے تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیم سے منہ موڑ کر اہل ہنود کا مذہب اختیار کیا اور افسوس اس کا خاتمہ ایمان پر نہ ہوا۔ کیونکہ کرشن جی مہاراج اہل ہنود کا ایک راجہ تھا اور تناسخ کا ماننے والا اور قیامت اور یوم حشر کا منکر تھا۔

(۲) (مباحث حقانی فی ابطال رسالت قادیانی، صفحات ۱۸۴، ۱۹۲۲ء) اس کتاب کے سرورق پر یوں تحریر ہے یعنی "مباحثہ لاہور کی سچی سچی کیفیت جو مابین غلام رسول صاحب مرزائی آف راجیکی اور سیکریٹری انجمن تائید اسلام لاہور (بابو پیر بخش) جون ۱۹۲۱ء میں ہوا تھا اور مولوی غلام رسول مرزائی نے غلط بیانی کر کے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالا تھا۔ اس کا جواب الجواب مع شہادات عہدہ داران مسلم فریقین"۔ اس مباحثہ کا موضوع امکان نبی بعد از حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جدید نبی کا پیدا ہونا، بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی نص شرعی سے ثابت کرنا تھا۔

(۳) (تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوۃ فی خیر الامہ، صفحات ۳۰۸، ۱۹۲۵ء) اس کتاب کا تعارف جناب بابو پیر بخش نے اس طرح پیش کیا ہے۔ تردید نبوت قادیانی "میر قاسم علی مرزائی کی ایک ہزار روپیہ انعام والی کتاب کا جواب۔" "برادران اسلام! میر قاسم علی مرزائی کی طرف سے ایک کتاب مسمی بہ "النبوۃ فی خیر الامۃ" شائع ہوئی ہے۔ جس میں انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبیوں اور رسولوں کا آنا نہ صرف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ جن لوگوں کا یہ اعتقاد ہے ۱۳۰۰ برس سے چلا آرہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین کے بعد کوئی نبی یا رسول نہ آئے گا اور ان کو مغضوب ومجزوم کہا ہے اور عقلی ڈھکوسلے لگا کر مسلمانوں کو بہت دھوکے دیے ہیں جن کا اظہار کرنا اور جواب دینا نہایت ضروری تھا۔ اسی لیے الحمدللہ کہ کتاب مذکور کا جواب "تردید نبوت قادیانی" ۲۳۲ صفحات پر خاکسار نے لکھ کر چھپوائی"

(۴) (مجدد وقت کون ہوسکتا ہے؟ صفحات ۴۰) مرزائی لاہوری جماعت کی طرف سے مولوی محمد علی ایم اے امیر جماعت نے ایک چھوٹا سا رسالہ بنام "بعثت مجددین" شائع کیا۔ اس میں بتایا گیا کہ مرزا صاحب صرف مجدد دین محمدی تھے اور رسالت ونبوت کا الزام ان پر جھوٹا ہے۔ وہ ایک امتی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ "مجدد وقت کون" اسی کا جواب ہے جس میں بابو پیر بخش صاحب نے مرزا غلام قادیانی کے دعویٰ نبوت ورسالت کو ثابت کیا ہے۔ اخیر میں ۱۴ جلدوں کی تفصیل ہے۔

جناب بابو پیر بخش صاحب کے مزید رسائل جلد سولہویں میں منتظر اشاعت ہیں پندرہ جلدوں کے اس مجموعہ میں کل ۳۰ علمائے اہلسنت کے باسٹھ کتابیں ورسائل، سات ہزار چھ سو چوہتر صفحات پر مشتمل ہیں اور مزید جلدوں پر کام جاری ہے۔

دعائے مغفرت کی اپیل ہے

☆مولانا محمد حنیف (ڈیرہ بکھا) بہاولپور فوت ہوئے۔

☆محترم ثناء خوان حبیب کبریا محمد جنید رضا قادری اویسی (بہاولپور) کے والد محترم جناب ساجد محمود صاحب ٦ ذوالحجہ ۱۴۳۵ھ جمعرات کو مختصر علالت کے بعد انتقال کر گئے۔

☆جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کے فاضل حضرت مولانا حافظ سید فیاض حسین شاہ بخاری (خطیب مرکزی جامع مسجد شاہدرہ بہاولپور) کے محترم ومکرم والد گرامی حضرت سید محمد نواز شاہ صاحب طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے۔

☆حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ کے وفادار مخلص ترین تلمیذ رشید استاذ الحفاظ حضرت حافظ عبدالرحمٰن اویسی (امین آباد) کی اہلیہ محترمہ مولانا حمید الرحمٰن اویسی کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا۔

☆محترم محمد طارق (بہاولپور) کی والدہ ماجدہ فوت ہوئیں۔

قاری ریاض احمد مدرس جامعہ فیض مدینہ یزمان کے محترم ومکرم والد گرامی ملک اللہ وسایا صاحب (مبارکپور) فوت ہوئے۔

اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

جامع سیرانی مسجد بہاولپور میں جمعۃ المبارک کے اجتماع میں مرحومین کے لیے دعا مغفرت کا اہتمام کیا گیا قارئین کرام سے دعا مغفرت کی اپیل ہے (ادارہ)